کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

جانور پر ظلم کرنا ذمی پر ظلم کرنے سے زیادہ برا ہے اور ذمی پر ظلم کرنا مسلمان پر ظلم کرنے سے زیادہ برا ہے۔ (الدر المختار، للحصکفیؒ)

جانوروں کے حقوق

ترتیب

عطاء الرحمن قاسمی

استاذ دار العلوم شاہی جامع مسجد شہر میرٹھ

تصدیق

حضرت مولانا مفتی مجد القدوس خبیب رومی صاحب مدظلہ العالی

صدر مفتی مدرسہ عربی مظاہر علوم سہارن پور

ناشر

مجمع الفقه الحنفی (الهند)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له

ونشهد أن لا اله الا الله وحده لاشريك له ونشهد أن سيدنا ومولانا محمداً عبده ورسوله

قرآن کریم کے اندر حق تعالیٰ شانہ نے جانوروں کی پیدائش کو مقام انعام میں بیان فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ گھوڑے، خچر اور گدھے وغیرہ جانوروں کو ہم نے انسان کے فائدے کے لیے پیدا فرمایا، تاکہ انسان ان پر سواری کر کے اپنا مقصد حاصل کر لے اور کھیتی باڑی وغیرہ میں ان سے کام لے۔

جانوروں کی پیدائش میں بے شمار فوائد ہیں۔ کچھ انسانوں کی سواری کے کام آتے ہیں کچھ بار برداری کے، کچھ غذا اور خوراک کے اور کچھ دوسری ضرورتوں کے۔

چنانچہ شریعت نے ان کے کچھ حقوق بھی متعین فرمائے ہیں، ان حقوق کا لحاظ کرنا ان تمام لوگوں پر واجب اور ضروری ہے جن کو اس مخلوق سے سابقہ پڑتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں ایک معمولی اور چھوٹی مخلوق چیونٹی اور کھٹمل وغیرہ کو بھی بلا ضرورت تکلیف دینے کی ممانعت ہے تو بڑے جانور کو ستانا اور تکلیف دینا کیسے گوارا ہو سکتا ہے۔

ان جانوروں کو اپنے فائدے کے لیے استعمال کرنا اور ان کے حقوق کی پروانہ کرنا آخرت کے اعتبار سے سخت نقصان کا سودا ہے بلکہ اپنے کو عذاب خداوندی کا مستحق بنانا ہے۔

آج امت میں اس طرف سے بہت غفلت پائی جاتی ہے۔ جانوروں پر ہونے والے

ظلم کو دیکھ کر دل کڑھتا ہے۔ وہ بے زبان مخلوق اگر کسی سے اپنا دکھ درد بیان نہیں کر سکتی تو ظلم کرنے والا یہ ہرگز نہ سمجھے کہ میں خدا کی پکڑ اور آخرت کے حساب کتاب سے بچ جاؤں گا۔ اس جانور کے پیدا کرنے والا یقیناً سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ وہ کسی چیز سے غافل نہیں۔ اس بے زبان مخلوق کی آہ یقیناً اثر رکھتی ہے جو ظالموں کی جھوٹی اور چندروزہ شان بان کے خاتمہ کا سبب بن سکتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اپنی مخلوق میں انسان، جنات اور حیوانات کا فیصلہ فرمائیں گے اور ایک دوسرے سے صاحب حق کا بدلہ دلوائیں گے۔ اگر کسی سینگ والی بکری نے دنیا کے اندر بے سینگ والی بکری کو مارا ہوگا تو اس سینگ والی سے بدلہ لیا جائے گا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جانور پر ظلم کرنا کس قدر سخت اور گرفت کی بات ہے اس لئے کہ وہ جانور جو شرعاً مکلف بھی نہیں جب قیامت میں اس سے بھی بدلہ لیا جائے گا تو انسان کو کیسے چھوڑ دیا جائے گا۔ انسان سے بہر حال اور بدرجہ اولیٰ بدلہ لیا جائے گا۔ وہ تو شرعاً مکلف اور احکام خداوندی کا پابند ہے۔

حدیث (۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگ فراخ سالی کی حالت میں سفر کیا کرو تو اونٹوں کو ان کا حق زمین سے دیا کرو۔ (یعنی تھوڑی دیر میں ان کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا کرو) اور جب قحط سالی میں سفر کرو (کہ راستہ میں گھاس والی زمین نہ ملے) تو ان پر سفر جلدی طے کرو۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب تم لوگ خشک سالی میں سفر کیا کرو تو ان کو جلد (منزل پر) پہنچا دیا کرو۔ (رواہ مسلم)

فائدہ : اس حدیث شریف سے سواری کے جانور کے یہ حقوق معلوم ہوئے (۱) جانور کو راستہ میں آرام دے، بقدر ضرورت اس کے آرام کا خیال رکھے خاص طور سے جب اس کی تھکن معلوم ہونے لگے۔ (۲) جانور کو راستہ میں بالکل نہ ٹھہرائے مثلاً کسی سے ملنے جائے اور جانور کو یوں ہی سوکھے منھ کھڑا رہنے دے یا بلا وجہ سیر و سیاحت اور تماشے کے لئے جانور کو لیے پھرتا رہے۔ (۳) منزل پر پہونچ کر جلد اس کے دانہ پانی کی خبر لے۔ اس میں غفلت نہ برتے۔

حدیث (۲) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی سواری کے جانوروں کو منبر (کے مشابہ) مت بناؤ۔ اللہ تعالیٰ نے وہ جانور اس لیے تمہارے تابع کیے ہیں کہ تم کو ایسے مقام تک پہونچادیں جہاں تم بغیر مشقت کے پہونچنے والے نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے زمین بنائی ہے۔ اس پر اتر کر اپنی حاجتیں پوری کیا کرو۔ (ابوداؤد)

فائدہ : سواری پر بیٹھے بیٹھے اس کو کھڑا کر کے زیادہ دیر تک بات نہ کرے۔ بہت سے مالدار لوگ اس میں مبتلا تھے کہ چلے جا رہے ہیں راستہ میں کوئی شناسا مل گیا تو دونوں نے گھوڑے روک لیے اور انہی پر چڑھے چڑھے گھنٹوں باتیں کر رہے ہیں۔ جانور اکتا جاتا تھا۔ گھبراتا تھا مگر یہ اس کی راحت کا کوئی خیال نہیں کرتے تھے۔ اس حدیث شریف میں اس کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ البتہ اگر مختصر سی کوئی بات ہو تو اس کا مضائقہ نہیں۔

حدیث (۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جب کسی منزل پر پہونچتے تھے تو جب تک کجاوں کو نہیں کھول لیتے تھے، اس وقت تک نماز نہیں پڑھتے تھے۔ (ابوداؤد)

فائدہ : سبحان اللہ! حضرات صحابہ کرام جانوروں کی کتنی رعایت کرتے تھے کہ بے ضرورت اتنی تھوڑی دیر تک بھی ان کا لدا رہنا پسند نہ کرتے تھے۔

حدیث (۴) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان کرنے کو واجب کیا ہے سو اگر تمہیں کسی (مجرم) کو قتل کرنا پڑ جائے تو اچھے طریقے سے یہ کام کیا کرو اور جب کسی جانور کو ذبح کیا کرو تو اچھے طریقہ سے ذبح کیا کرو۔ (مسلم)

تم میں جو شخص بھی اس کام کو کرے تو وہ اپنے چاقو کو تیز کر لیا کرے اور ذبیحہ کی راحت کا خیال رکھے۔

فائدہ : ذبیحہ کو بلا ضرورت تکلیف نہ پہونچائے مثلاً کوئی شخص موذی جانور کو ترسا ترسا کر قتل کرے تو ایسا کرنا اس حدیث کی نہی میں داخل ہوگا جیسا کہ بعض کبوتر باز بلی کو مارتے ہیں یا ذبح کرنے کا چاقو کند ہو یا رگوں کے کٹنے کے فوراً بعد حلق کی کھال کاٹنے لگے یا اور کسی طریقہ سے تکلیف پہونچائے یا ذبح سے پہلے اس کو بھوکا پیاسا رکھے۔ جیسے اکثر قسائی کرتے ہیں۔ فقہاء نے اس کے متعلق بہت سے فروع لکھے ہیں یہاں تک فرمایا کہ ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح نہ کرے۔ کسی کو یہ شبہ نہ ہونا چاہئے کہ خود ذبح کرنا ہی راحت کے خلاف ہے اس لئے کہ اس میں تو مصلحت و ضرورت ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ بلا مصلحت راحت کے خلاف نہ کرے جیسا کہ قتل مجرم جو بہ ضرورت دفع شر اور قیام امن کے لیے ہو۔ کیا معترض قومیں اس کو جائز اور درست نہیں سمجھتیں۔

حدیث (۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو روح والی چیز کو نشانہ بنائے۔ (بخاری و مسلم)

فائدہ : یعنی جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ کی مشق نہ کرے، اس سے منع کیا گیا ہے۔ شیر کا شکار کرنے کے لئے بکرے کو باندھنا یا مچھلی کا شکار کرنے کے لیے کانٹے میں زندہ کینچوے لگانا اسی حکم میں ہے۔

حدیث (٦) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرہ پر مارنے سے اور چہرہ پر نشان لگانے سے منع فرمایا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک گدھا گذرا اور اس کے چہرے پر نشان لگایا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے اس کے چہرہ پر نشان لگایا ہے۔ (رواہ مسلم)

فائدہ : جانور کے نشان لگانا جائز تو ہے مگر اس کی ایک شرط تو یہ ہے کہ اس نشان لگانے کا اثر گوشت تک نہ پہونچے صرف کھال تک رہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ چہرہ پر نہ ہو۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ سے نشان لگانے کی جو ممانعت و کراہت منقول ہے وہ وہی ہے جس کا اثر گوشت تک پہونچ جائے۔

حدیث (٧) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی چڑیا کو یا دوسرے کسی بڑے جانور کو ناحق قتل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے قتل کے متعلق اس سے باز پرس فرمائیں گے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اس کا حق کیا ہے؟

فرمایا: اس کو کھانے کے لیے ذبح کرے اور اس کا سر جدا کر کے پھینک دے۔ (احمد، نسائی، دارمی)

فائدہ : جس جانور کے قتل میں کوئی مصلحت نہ ہو اس کو قتل کرنا ناجائز ہے، اگر وہ جانور کھایا جاتا ہے اور کھانا منظور ہے تو باقاعدہ ذبح کرے اور جو جانور کھایا نہیں جاتا تو اگر وہ تکلیف دہ ہے تو اس کو مار دینا درست ہے اور اگر وہ جانور نہ کھایا جاتا ہے، نہ تکلیف دہ ہے تو اس کو مارنا جائز نہیں۔ اگر ذبح کرنے سے جانور کا سر علاحدہ ہو جائے تو اس کو پھینکنا نہیں چاہئے۔ اس کا کھانا حلال ہے۔

حدیث (۸) حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایسے زمانہ میں مدینہ تشریف لائے کہ لوگ ذبح سے پہلے ہی اونٹوں کی کوہان اور دنبہ کی چکتی کاٹ لیا کرتے تھے۔(اس کے بعد ذبح کیا کرتے تھے۔) آپ نے فرمایا کہ زندہ جانور سے جو حصہ کاٹا جائے وہ مردار اور حرام ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

فائدہ : ذبح سے پہلے جانور کو بلاضرورت تکلیف دینا حرام ہے۔اس ممانعت میں قسائیوں کا وہ فعل بھی ہے کہ محض کھال کی معمولی مقدار بڑھانے کے لئے اوپر سے ذبح شروع کرکے رگوں تک لاتے ہیں تو رگوں کے کٹنے سے پہلے جتنی دور سے کھال کاٹی ہے وہ بلا ضرورت تکلیف دینا ہوا۔

حدیث (۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جانوروں میں لڑائی کرانے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

فائدہ : مرغ بازی، بٹیر بازی اور مینڈھے لڑانا اسی طرح کسی اور جانور کو لڑانا سب حرام ہے کہ خواہ مخواہ ان کو تکلیف دینا ہے اور اسی حکم میں ہے گاڑی بانوں کا بیلوں کو بھگانا کہ وہ بھی ہانپ جاتے ہیں اور بعض مرتبہ سواریوں کو بھی چوٹ لگ جاتی ہے البتہ گھوڑوں وغیرہ کا حکم اس سے علاحدہ ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں پیسوں کی ہار جیت نہ ہو۔

حدیث (۱۰) حضرت عبدالرحمن بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک طبیب نے آنحضرت ﷺ سے دوا بنانے کے لیے مینڈک کو مارنے کی اجازت طلب کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع فرمادیا۔ (ابوداؤد)

فائدہ : دوا کے لیے بھی حرام جانور کا قتل جائز نہیں اس لئے کہ حرام چیزوں کو دوا کے طور پر استعمال کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے یا اگر اجازت ہے

تو جو درجہ ضرورت کا اس اجازت کے لیے شرط ہے یعنی اس کا شدید ہونا اور دوسری دوا کا نافع نہ ہونا یہ شرط مفقود ہوگی۔ یہی متاخرین کا فتویٰ ہے۔

حدیث (۱۱) حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہ کھوپڑی سے کسی جانور کا نکلنا کوئی چیز ہے، نہ بیماری کا لگنا کوئی چیز ہے اور نہ بدشگونی کوئی چیز ہے اور اگر (بالفرض) بدشگونی کوئی چیز ہوتی تو گھر میں، گھوڑے میں اور عورت میں ہوتی۔ (ابوداؤد)

فائدہ : اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بعضے جانوروں کے متعلق جو عوام کا اعتقاد ان کے منحوس ہونے کا ہے مثلاً اُلّو یا گھوڑے کے متعلق، یہ قطعاً غلط ہے۔

جانوروں کے حقوق میں ایک حق یہ بھی کہ ان کو منحوس نہ سمجھے اور بقدر ضرورت ان کے کھلانے پلانے میں کوتاہی اور ان کے بے قدری نہ کرے۔

حدیث (۱۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لے آیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز آپ تشریف لائے اور میرے چھوٹے بھائی سے فرمانے لگے کہ اے ابو عمیر! تمہارا لال کیا ہوا؟

اس کے پاس ایک لال تھا جس سے وہ کھیلا کرتا تھا، وہ مر گیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

ایک دوسری روایت حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اچانک ایک شخص آیا جس کے بدن پر کملی تھی۔ اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس کو اس نے لپیٹ رکھا تھا۔ اس نے کہا: یارسول اللہ! میں درختوں کے جھنڈ کے پاس سے گزر رہا تھا میں نے وہاں پرندے کے بچوں کی آواز سنی تو میں نے ان کو پکڑ کر اپنی کملی میں چھپا لیا۔ پھر ان کی ماں آئی اور میرے سر کے اوپر چکر کاٹنے لگی۔ جیسے ہی میں نے بچوں کو کھولا تو وہ

ان پر گر پڑی، میں نے اس کو بھی پکڑ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کو چھوڑ دے چنانچہ اس شخص نے ان سب کو رکھ دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ان بچوں کے ساتھ ان کی ماں کی محبت دیکھ کر تعجب کرتے ہو حالاں کہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ مہربان ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو جس جگہ سے پکڑا ہے وہیں رکھ آ۔ چنانچہ وہ شخص ان کو لے کر واپس چلا گیا۔ (ابوداؤد)

فائدہ :اس سے معلوم ہوا کہ کسی جانور کو ناحق تکلیف دینا ممنوع اور قابل زجر ہے۔

اکثر وہ پرندے جو پنجرے میں رکھے جاتے ہیں وہ پنجرے کی قید کے سبب تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح بچپن میں طوطے کے بچوں کو پکڑنے کی عادت ہے کہ اس حرکت سے ان کے والدین کو تکلیف ہوتی ہے اس لئے یہ فعل واجب المنع ہوگا۔

چنانچہ درمختار کے اس قول کے تحت جس میں دل بہلانے کے لیے کبوتروں کے پالنے کی اجازت اور اڑانے کی ممانعت مذکور ہے علامہ شامیؒ نے مجتبیٰ کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے: کہ گھر میں پرندے اور مرغی پالنے میں کچھ حرج نہیں لیکن وقت پر ان کو کھانے پینے کو دیتا رہے۔

اور قنیہ میں ہے کہ بلبل کو پنجرے کے اندر بند کر لیا اور اس کو کھلاتا پلاتا بھی رہا تب بھی جائز نہیں، اور پنجرے وغیرہ کے اندر بند کر کے رکھنے کی ممانعت اس لئے ہے کہ وہ قید میں رکھ کر تکلیف دینا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ پالنے کے جس طریقہ میں جانور کو تنگ دلی اور پریشانی ہو اس طریقہ سے پالنا درست نہیں۔ پرندوں میں بعض پرندے تو مانوس ہوجاتے ہیں جیسے کبوتر، تیتر اور مرغی۔ ان کے پالنے میں کوئی حرج نہیں اور بعضے مانوس نہیں ہوتے، تو اگر ان کو آزادی کے ساتھ

رکھا جائے جیسے سرکاری عجائب خانے میں بڑا میدان، لوہے کے جال سے گھیر دیا جاتا ہے اور کھانے پینے کا پورا انتظام ہوتا ہے اس میں بھی حرج نہیں اور اگر پنجرہ وغیرہ میں ان کو بند کر کے رکھا جائے جیسا کہ عام عادت ہے تو یہ درست نہیں۔

حدیث شریف میں جو لال پالنے کی بات ذکر کی گئی ہے وہ پنجرے میں قید نہیں کیا ہوگا ورنہ حضور ﷺ اس سے ضرور منع فرماتے۔ چنانچہ ایسے جانور کا کھانے پینے کی دیکھ بھال اور خیال رکھنے کے باوجود پنجرہ میں رکھنا درست نہیں اس لئے اگر کوئی رکھے گا تو اس پر ایک وبال ہوگا اور اگر ان کے کھانے پینے کی دیکھ بھال نہ کی تو دو وبال ہوں گے اور اگر ان کو دھوپ و بارش سے نہ بچایا تو تین وبال ہوں گے۔

حدیث (۱۴) حضرت یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے جارہے تھے۔ ہمارا گذر ایک اونٹ کے قریب سے ہوا۔ جب اونٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بلبلانے لگا اور اپنی گردن کو جھکا دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ وہ حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ دے۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہم یہ آپ کو ہبہ کرتے ہیں مگر یہ ایسے گھرانے کا ہے کہ ان کے پاس اس اونٹ کے علاوہ اور کوئی ذریعہ معیشت نہیں۔ آپ نے فرمایا اگر یہ واقعہ ہے تو ہم اس کو نہیں لیتے لیکن اس نے تمہاری کام زیادہ لینے کی اور خوراک کم دینے کی شکایت کی ہے۔ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ (شرح السنہ)

فائدہ : جانوروں سے کام لینے والے اس میں بہت مبتلا ہیں۔ ہل چلانے والے، یکہ گاڑی ہانکنے والے وغیرہ۔ درمختار میں بیل، گدھے وغیرہ سے کام لینے کی یہ شرط لکھی ہے کہ ان سے زیادہ مشقت والا کام نہ لے اور نہ ان کو مارے۔ اور وجہ میں یہ لکھا ہے کہ جانور پر ظلم کرنا ذمی پر ظلم کرنے سے زیادہ برا ہے اور ذمی پر ظلم کرنا مسلمان پر ظلم کرنے سے زیادہ برا ہے۔

نتیجہ یہ نکلا ہے کہ جانور پر ظلم کرنا مسلمان پر ظلم کرنے سے دو درجہ زیادہ سخت ہے اور علامہ شامیؒ نے اس قول کے ذیل میں کہ جانور کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ لادے، لکھا ہے کہ جانور کے منہ پر اور اس کے سر پر تو بالا جماع نہ مارے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ بالکل کہیں بھی نہ مارے، اگرچہ اسی کا جانور ہو، لیکن شرارت پر بقدر ضرورت مارنے کی اجازت بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف تیز دوڑانے کے لیے مارنا ہرگز جائز نہیں۔

حدیث (۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بدچلن عورت کی اس بات کی وجہ سے مغفرت ہوگئی تھی کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو (جو مرنے کے قریب تھا) پانی پلایا تھا۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ کیا جانوروں کے کھلانے پلانے میں بھی ثواب ملتا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہر ذی روح کی مدارات کرنے میں ثواب ہے۔ (بخاری و مسلم)

فائدہ: جن جانوروں کو مارنا واجب ہے جیسے سانپ، بچھو وغیرہ۔ وہ اس سے خارج ہیں مگر ترسانا یا تڑپانا ان کو بھی درست نہیں۔ اس سے کوئی شخص کتا پالنے کو جائز نہ سمجھے۔ پالنا اور چیز ہے اور ضرورت کے وقت اس کی مدد اور چیز ہے۔ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اس عورت نے اس کتے سے کوئی کام نہیں لیا تو جن جانوروں سے کام لیا جاتا ہے ان کا تو اور زیادہ حق ہوگا۔

حدیث (۱۵) حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب ہوا تھا۔ نہ اس کو کچھ کھانے کو دیتی تھی اور نہ اس کو چھوڑتی تھی کہ وہ خود اپنی غذا تلاش کرلیتی یہاں تک کہ وہ بھوک کی وجہ سے مرگئی۔ (بخاری و مسلم)

فائدہ: علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ جو بلی نقصان پہونچائے اس کو ڈنڈے وغیرہ سے مارا تو نہ جائے۔ چاہیں تو تیز چھری سے ذبح کرسکتے ہیں۔ نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دوزخ میں ایک عورت کو دیکھا جس کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب

ہو رہا تھا اور وہ بلی اس عورت کے سامنے کی طرف سے بھی نوچ رہی تھی اور پشت کی طرف سے بھی۔ مزید تفصیل کے لیے حکیم الامت حضرت اقدس مولانا تھانویؒ کی کتاب ارشاد الہائم کا مطالعہ مفید ہوگا۔

لوگ جانوروں کے ستانے کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ زیادہ تر مویشیوں کا کام کرنے والے اس بری عادت میں مبتلا ہیں کہ ان بے زبان مظلوم جانوروں کو بھوکا پیاسا رکھتے ہیں، ان کو چارہ، گھاس نہیں دیتے اور کچھ ناسمجھ قسائی جانوروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے میں اس قدر مارتے ہیں کہ بیان سے باہر ہے۔ یہ ان پر صریح ظلم ہے اور اس حق کی خلاف ورزی ہے جو ان جانوروں کے پیدا کرنے والے نے مقرر فرمایا ہے۔ حق تعالیٰ ہمیں ان حقوق کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور ان بے زبانوں کی بددعاؤں سے ہماری حفاظت فرمائے۔

کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا
کہ جو تم سے کوئی کرتا تمہیں ناگوار ہوتا

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وأصحابہ وأتباعہ وأصدقائہ وأحبائہ وأھل بیتہ أجمعین برحمتک یا أرحم الراحمین۔

عطاء الرحمن عفا اللہ عنہ

سابق استاذ ومفتی مدرسہ عربی مظاہر علوم سہارنپور

استاذ دار العلوم شاہی جامع مسجد شہر میرٹھ

۱۹ رجمادی الاولیٰ ۱۴۴۲ھ مطابق ۴ رجنوری ۲۰۲۱ء

9997-178-786